فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

الموسوم

دفع الاشتباہات ورد الاعتراضات

لکھنؤ

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی حلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین حمداً کثیراً والصلوٰۃ علی نبینا المرسل
بالحق بشیراً ونذیراً والہ الّذین اذھب اللہ عنھم الرجس و
طھرھم تطھیراً اما بعد چونکہ فی زماننا چند سوالات متضمن
تشکیک واعتراض اوپر بعض فرعیات ومتعلقات اصول مذہب امامیہ
اثنی عشریہ کے وارد ہوے تھے ازبیرون جات اور بعض علماے اعلام نے
حل شبہات مذکورہ ودفع اعتراضات مذبورہ فرماکر جواب باصواب و
پاسخ شافی وکافی اونکا تحریر فرمایا اور ان جوابات مفحمہ کا اعلان واظہار
اور اشاعت واشتہار ضرور تہا اسلیئے کہ عوام مومنین واقع ورطۂ شکوک و
اعتراضات اور محبوس دام شبہات نہون لہذا اس خاکسار بندہ گنہگار
سید عابد علی مالک مطبع اثنی عشری غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ نے
اونکو حلیۂ طبع سے آراستہ وپیراستہ کیا اور اس رسالہ کا نام دفع الشبہات

ورد الاعتراضات رکھا واللہ یھدی من یشاء الی الصراط المستقیم

سوال اول

اہل خلاف یہ اعتراض کرتے ہین کہ من لایحضرہ الفقیہ مین ہی کہ پوست خوک دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہی اور اوسکے بالون کی رسی پانی چاہ سے نکال کر استعمال کرنا جائز ہے

الجواب

من لایحضر مین کوئی روایت بمضمون پاک ہو جانے پوست خوک کے بعد دباغت کے پائی نہین جاتی بلکہ ہمکو یہ گمان ہی کہ کسی کتاب معتبر من جملہ کتب علمائے امامیہ حکم مذکور نہو گا کیونکہ برخلاف اوسکے ہمارے مذہب مین ثابت و مسلم ہی کہ سگ و خوک کافر نجس ہین خواہ زندہ ہون خواہ مردہ بنابر احادیث معتبرہ و اجماع علمائے امامیہ ایدھم اللہ رب البریۃ ہان ایک روایت سے منجملہ اخبار امامیہ جواز استقاء اوس ڈول سے کہ جو پوست خنزیر سے بنا ہو ظاہر ہوتا ہی اور دوسری روایت مین جواز استقاء برسن بافتہ از موے خنزیر سے وارد ہوا ہی جیسا کہ مستفتے نے ذکر کیا پس بیان معنے روایتین مذکورتین اور مراد و تفسیر اونکی اس مقام مین لکھی جاتی ہے اور چونکہ بعض اہل خلاف نے غلط بیانی سے ایک سوال مین دونون امر دونکے مجتمع ہونیکا دعوی کیا تھا یعنے یہ ادعا کیا تھا کہ ایک ہی روایت مین وارد ہی کہ پانی ڈول ساختہ جلد خنزیر کا درحالیکہ رسن بھی اوسی کے بالون کی ہو پاک ہی حالانکہ یہ غلط ہی بلکہ ہر ایک مضمون اونین سے ایک ایک روایت مین جدا جدا

وارد ہوا ہے لہذا اس طور سے جواب اوسکا تحریر کیا گیا کہ یہ ایک حدیث کی
عبارت جامع ہر دو مضمون نہین ہے بلکہ ایک مضمون فقط ایک حدیث مین وارد ہے
اور دوسرا علیحدہ دوسری روایت مین ہی لیکن روایت پہلی پس وہ یہ ہے
عن ابن دباب عن زرارہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال
سألته عن الحبل یکون من شعر الخنزیر ویستقی به الماء من البیر
هل یتوضأ من ذلک الماء قال لا باس بعض علمائے اعلام نے فرمایا ہی
کہ اگر ذلک الماء سے اشارہ ہو طرف آب دلو کے یعنی اوس پانی کیطرف جو کہ
ڈول کے اندر ہے پس ہم کہین گے کہ رسّی مذکور بعد نکلنے چاہ سے آب اندرون ڈول کے
بلند رہتی ہی پس کیون نجس ہوگا اندرون دلو کا پانی اور اگر قطع نظر کیجائے اس سے
پس محتمل ہی کہ وہ چرسہ بمقدار کُر ہو اور معصوم کو معلوم ہو تیسرا احتمال یہ ہے کہ
ذلک سے اشارہ ہو طرف آب موجود فی البیر کے یعنی بعد نکالنے ڈول کے
بسبب اتصال رسن کے آب موجود در چاہ نجس نہوگا اور مفاد حدیث یہ ہوگا
کہ رسن نجس اگر آب چاہ سے مس ہو تو کنوان نجس نہوگا جیسا کہ قول مشہور ہے
اور نحیف راقم آثم عرض کرتا ہی کہ یہی احتمال اخیر ارجح بلکہ اظہر ہے دو وجہوں سے
اول یہ کہ ذلک سے اشارہ ہوتا ہے شئی بعید کیطرف اور یہ ظاہر ہے کہ جب
ڈول نکالا گیا تو قریب ہوگیا اوسکے اندر کا پانی کھینچنے والے سے ہان آب
موجود در چاہ بعید بلکہ ابعد ہے اوس شخص سے پس ذلک سے آب چاہ کی
طرف اشارہ ارجح ہوگا دوم اس جہت سے کہ دوسری روایت قریب
بمضمون مذکور منقول ہے حسین بن زرارہ سے اور اوسکی عبارت سے صاف

ظاہر ہوتا ہے کہ آب چاہ نجس نہوگا بعد اتصال رسن نجس کے پس یہی احتمال اظہر ہے اور یہ کسیکو شبہ نہو کہ حدیث مذکور مین مراد دلو چرم خنزیر یا میتہ ہے اسلیئے کہ اوسمین ہرگز ذکر اسکا نہین ہے بلکہ بمقتضائے اصل طہارت مراد دلو پاک وطاہر ہے اور لیکن حدیث دوسری پس وہ یہ ہے کہ عن ابی زیاد الھندی عن زرارۃ قال سئلت اباعبد اللہ علیہ السلام عن جلد الخنزیر یجعل دلوا یستقی بہ الماء قال لاباس جناب شیخ الطائفہ طاب ثراہ نے بیان معنی حدیث مذکور مین فرمایا ہے کہ مراد یہ ہوگی کہ مضائقہ نہین ہے اوس سے پانی بھرنیکا لیکن واسطے سینچنے زراعت کے اور سیراب کرنے جانورون اور حیوانات چارپایہ کے نہ یہ کہ وہ پانی پاک ہو اور استعمال مردم مین آسکتا ہے بابت شرب وطہارت وغیرہ کے راقم آثم کہتا ہے کہ یہ تاویل جناب شیخ کی بعید معنی لغوی استقاء سے نہین ہے بلکہ یہ بھی احد معانے لفظ مذکور مین جیساکہ قاموس سے مستفاد ہوتا ہے بلکہ صراح مین بالتصریح لکھا ہے کہ استقاء آب خواستن و برکشیدن از چاہ الخ اور اوس مین شرب و سیراب ہونیکے معنی بیان بھی نہین کیئے پس اس معنی کی مراد لینے مین کوئے قباحت لازم نہین آتی کما لایخفے علے اھل العلم والدرایۃ ومن اللہ التوفیق والھدایۃ

سوال دوم

اور نیز یہ اعتراض ہے کہ من لایحضرہ الفقیہ مین ہے ومن اصاب قلنسوتہ اوعمامتہ اوتکتہ اوجوربہ اوخفہ منی اوبول اودم اوغائط فلاباس

بالصلوٰۃ فیہ وذلک لان المصلوٰۃ لا تتم فی شیٔ من ھذا وحدہ

اسکا جواب بھی ارشاد ہو

الجواب

ہان یہ روایت من لا یحضر مین موجود ہے اور مراد اوس سے یہ ہے کہ جو پارچہ
ساتر عورتین نہین ہو سکتا مثل ازار بند و جراب وغیرہما کے جبکہ وہ اپنی ہیئت پر
باقی رہے پس چونکہ اوسکا شمار لباس مصلے مین نہین ہے لہذا نجاست اوسکی
معاف ہے جسطرح سے کہ خون کم از درہم بغلی نماز مین معاف کیا گیا ہے بنابر
دفع عسر وحرج کے لیکن اسقدر اوسمین قید معتبر ہے کہ نجاست کی تعدی
نہونے پائی طرف بدن مصلے کے یا اوس لباس مصلے کے جو ساتر عورتین ہو سکتا ہے
پس معترض جو اسپر اعتراض کرتا ہے تو تین حال سے خالی نہین اول یہ کہ مراد
معترض یہ ہو کہ یہ خبر بجہت سند ضعیف ہے پس علمائے شیعہ نے کیون اسپر
عمل کیا تو جواب یہ ہی کہ اسکی سند ضعیف نہین ہے اور اگر کسی قدر ضعیف
تھا تو وہ منجبر ہو گیا بعمل اصحاب یعنی بعمل فقہائے امامیہ دوم یہ کہ معترض حکم
مذکور کے قبیح ہونیکا عقلاً دعوی کرے پس جواب یہ ہے کہ تمہارے مذہب مین
حسن وقبیح عقلی کوئی شی نہین ہی بلکہ جو چیز شرع مین مامور بہ ہی وہ حسن ہے اور جو
منہی عنہ ہے وہ قبیح ہے پس برخلاف اپنے مذہب کے تم کسی چیز کو عقلاً نہ حسن
کہ سکتے ہو نہ قبیح سوم یہ کہ معترض کہے کہ اس قسم کے احکام شرع بنوے مین
وارد نہین ہوئے بطریقۂ اہلسنت پس اسکے جواب مین چند مسائل فقہیہ کہ جو
کتب معتبرۂ اہلسنت مین مذکور وموجود ہین بیان کیے جاتے ہین تاکہ حال مسائل

فریقین بالاجمال اہل انصاف پر ظاہر و منکشف ہو جائے پس اونمین سے
ایک مسئلہ وہ ہی کہ شرح کنز الدقائق موسوم برمز الحقائق تصنیف محمود عینی
نسخہ مطبوعہ کے صفحہ ۲۶ مین باین عبارت لکھا ہے ویطہر البدن
والثوب والخف ونحوہا المتلوثات بمنی یابس بالفرک والا ای وان
یکن یابسا یغسل انتہی قاموس مین لکھا ہی فرک الثوب و السنبل دلکہ اور
صراح والا لکھتا ہے فرک مالیدن جامہ وخوشہ الخ اور لغت دیگر مین لکھتا ہے
دلک مالیدن بدست انتہی پس خلاصہ ترجمہ عبارت مذکورہ یہ ہی کہ اگر منی
خشک چسپیدہ ہو بدن انسان مین یا کسی کپڑے یا موزہ وغیرہ مین اور اوسکو
ہاتھ سے مل ڈالے تو وہ مقام طاہر و پاک ہو جاتا ہے بغیر دہونے پانی سے
اور اگر منی مرطوب و تر لگی ہو اوسکے ملنے سے وہ مقام پاک نہوگا جبتک کہ
پانی سے تطہیر اوسکی نکیجاوے اب ہم یہ کہتے ہین کہ وجہ طہارت موضع منی خشک
بعد اوسکے ملنے کے منحصر ہے تین احتمالات مین اول یہ کہ کہا جائے کہ زوال
عین منی سبب طہارتِ موضع مذکور ہے لیکن اس صورت مین لازم آتا ہے
کہ موضع منی مرطوب بھی بعد زوال عین کے بجمیع اجزائہا اگرچہ اوسکے ازالہ مین
مبالغہ کیا جاوے کسی چیز مزیل غیر آب سے طاہر قرار دیا جائے لعدم الفارق
دوم یہ کہ ہوا مطہر سمجھی جاوے پس یہ بھی مشترک ہی منی مرطوب و خشک مین سوم
فقط خشک ہو جانا باعث طہارت ہو پس اس صورت مین لازم آتا ہے
کہ جب بعد زوال منی مرطوب کے اوسکا مقام خشک ہو جائے تو اوس کو
بھی چاہیے کہ طاہر قرار دین اور قیاس حنفی کا بھی مقتضا مساوات ہی منی خشک

وترین اور اگر خیال ہو کہ تر منی کے اجزاء نفوذ کرتے ہین بدنین مثلاً نہ خشک ہے
پس اسکا جواب یہ ہے کہ منی دراصل مائع و مرطوب ہے پس قبل خشک ہونیکے
اوسکے اجزا بھی نفوذ کر چکے ہین لہذا مناسب ہی کہ حکم دونونکا متحد کیا جاے مسئلہ
دوسرا کتاب کنز الدقائق کے صفحہ سات مین لکھا ہے کہ کل اھاب دبغ فقد
طھر الا جلد الخنزیر والادمی یعنی جس جلد مین دباغت کیجائے وہ پاک
ہو جاتی ہے سوای جلد خنزیر و آدمی کے یہ عبارت بخوبی دال ہے اس امر پر
کہ جلد کتے کی بھی پاک ہوجائیگی بعد دباغت پس اگر جلد مدبوغ کتے کی آب قلیل
مین ڈالی جائے یا اوسکی مشک یا ڈول بنایا جاوے تو اوس پانیکا پینا
اہلسنت کو حلال و مباح ہی اور وضو و غسل اوس سے صحیح ہوگا اور اگر جلد مذکور پہن
پہنکر نماز پڑہین مسجد کے اندر جاکر تو جائز ہے اور بلا تردد وہ نماز صحیح و مقبول درگاہ
الٰہی ہوگی اسلیئے کہ صحت نماز مین اونکے نزدیک طہارت لباس مصلی معتبر ہے
لیکن یہ شرط نہین ہے کہ جلد حیوان غیر ماکول ہو جیساکہ متتبع پر پوشیدہ نہین ہے
مسئلہ تیسرا یہ ہے کہ مالک امام اہلسنت کے نزدیک کتا اور سور حال حیات
مین دونون پاک ہین جمیع اعضاء و اجزا اور خود یہانتک کہ لعاب دہن اونکا بھی
پاک ہی جیساکہ مستفاد ہوتا ہے شرح کنز الدقائق کے صفحہ ۱۵ سے اور حاشیہ
متن مذکور متعلق صفحہ آٹھ مین لکھا ہے وقال مالک رح سور الکلب
والخنزیر طاھر الخ پس طائفہ مالکیہ کے نزدیک جس آب قلیل سے خنزیر نے
پانی پیا ہو اوسکا پینا اور اوس سے وضو و غسل کرنا اونکو حلال و مباح ہی مانند
پس خوردہ کلب کے اور اسیطرح ایک تن مین طعام مرطوب کتے اور سور کے ساتھ تو شجان

کرنا اون لوگونکو مباح و جائز ہے فاعتبروا یا اولی الابصار مسئلہ چوتھا
لف حریر کا ہے شرح کنز الدقائق کی کتاب الحدود مین در بیان معنی زنا لکھا ہے
ولابد من محاذاۃ الختان الختان لان المخالطۃ تتحقق بذلک فان
ما دونہ ملامسۃ لا تتعلق بہا احکام الوطی من الغسل وکفارۃ
الصوم وفساد الحج الخ کہ جسکا محصل یہ ہے کہ ختنہ گاہ مرد و ختنہ گاہ زنکا ملاقی
و مماس ہونا ضرور ہے کہ بغیر اسکے وطی صادق نہ آئیگی اور مفہوم و مفاد ظاہری
اسکا یہ ہے کہ ذکر و قبل زن کے درمیان مین کوئی پارچہ وغیرہ حائل نہو والا
التقاء ختانین واقع نہوگا اور کوئی حکم وطی کا اسوقت مین جاری نہوگا اور کتاب
جامع الرموز کی کتاب الطہارۃ مین لکھا ہے کہ لو لفت الحشفۃ بثوب
او غیرہ لم یجب ای الغسل کما فی الجلالی اور نیز اوسی کتاب کی کتاب الصوم میں
لکھا ہے لو لف ذکرہ من خرقۃ مانعۃ الحرارۃ لم یکفر کما فی المنیۃ
جسکا محصل یہ ہے کہ اگر حالت صوم مین ذکر پر کپڑا مانع حرارت لپیٹ کر او خال
کرے فرج زن مین تو صوم کا کفارہ دینا لازم نہوگا اور ان سب عبارتون سے
یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بطریق مذکور زن اجنبیہ سے مجامعت کرے تو جائز ہے
بلا حرمت اور حکم زنا کا اوسپر جاری نہوگا کیونکہ وطی کرنا اس وقت مین صادق
نہین آتا بلکہ تصریح بھی اسکے موجود ہے اونکے بعض کتب کی عبارات مین چنانچہ
بحر رائق شرح کنز الدقائق کی کتاب النکاح مین لکھا ہے لو جامعہا
بخرقۃ علی ذکرہ لا یثبت الحرمۃ کما فی الخلاصۃ خلاصہ یہ کہ اس
فعل کا جواز اونکے کتب سے ظاہر ہے اور علمائے امامیہ ایدہم رب البریہ

مین سے کسی عالم معتبر کے کلام مین اس فعل قبیح کا جواز نہین پایا جاتا اور باوجود اسکے
بعض مخالفین برعکس اسکے دعوے کرتے ہین کہ جسکا کذب متتبع باانصاف
اور ناظر کتب فریقین پر مخفی و پوشیدہ نرہیگا اور اس قسم کے مسائل بہت ہین
لیکن برعایت اختصار انھین چار مسئلون پر بپاس خاطر اہل چار یار اکتفا کی گئی
بطریق مشتے نمونہ از خروار

سوال سوم

سنی یہ بھی کہتے ہین کہ نذر امام حسین ع ناجائز ہی بجز خداوند کریم کسی کے واسطے
نذر جائز نہین

الجواب

اسکا جواب باالاختصار یہ ہے کہ عوام شیعہ جو نذر و نیاز کسی معصوم علیہ السلام
کی دلاتے ہین تو مقصود و مطلب انکا یہ ہوتا ہے کہ مثلاً اس طعام لطیف جو مومنین کی
دعوت کیجاوے تو اوسکا ثواب ہدیہ کیا جائیگا طرف روح مقدس معصومؑ کے
اور اس امید سے وہ حضرت ہمسے رضامند و مسرور ہونگے اور خوشنودی ان
حضرات کی ہمسے باعث اسکا ہے کہ پروردگار ہمسے راضی و خوشنود ہو اور اجر
وافرہ و ثوابہاے متکاثرہ آخرت مین ہمکو عطا فرمائے اور شرعاً اسکے جواز
بلکہ مندوب و مستحب ہونے مین کسی طرحکا شبہہ و شک نہین ہی اور اگر اسکے
جواز کا کوئی صاحب اہل خلاف مین سے انکار فرمائین پس کلام کیا جاوے گا
دربارہ نذر و نیاز جناب خاتم الانبیا ص جو اہلسنت مجلس مولود شریف مین
بجالاتے ہین اور نیز اعتراض کیجاویگی اونپر بابت جواز نذر پیر دستگیر اہلسنت

فما هو جوابهم فهو جوابنا

سوال چہارم

یہ بھی کہتے ہین کہ روضۂ کافی مین ہے کہ کلام مجید مین اٹھارہ ہزار آیت تھین ۱۸۰۰۰
عثمان نے کم کیا ہے اور شیعہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کلام مجید مین تنقیص واقع نہین
ہوئی تو شیعہ بالکل کاذب ہین کہ اونکے کتب مین خلاف اسکے اظہار کے
ہے اور خداوند کریم فرماتا ہے کہ مین حافظ کلام مجید ہون اگر کمی ہوئی تو خدا نے حفاظت کیون نکی

الجواب

ہمارا اعتقاد بابت قران مجید یہ ہے کہ یہ قرآن تیس پارہ کا جو موجود و معروف ہے
یہ سب تنزیل منجانب اللہ ہے اور یہ سب کلام خدا کا ہے لاریب فیہ کسی بشر
بلکہ کسی مخلوق کا کلام اسمین مخلوط و ممزوج نہین ہے اور تمام امت جناب خاتم
الانبیاء کو اسکے عمل کی تکلیف ہے لیکن بعد سوال از اہل ذکر اور بعد رجوع
بطرف تفاسیر اہلبیت آنحضرت کہ جنکو اوس جناب نے صاحب قرآن
باموافقت باہمی وارتباط واتصال لازمی قرار دیا ہو در حدیث تمسک ثقلین کہ
متفق علیہ ہے بین الفریقین اور لیکن یہ امر کہ آیا زیادہ اس سے بھی کچھ آیتین نازل
ہوئی تھین مثل اسکے آیتو نکے بعینہا یا مثل کلامہاے سماویہ سابقہ یا مثل احادیث
قدسیہ غیر مشہورہ پس ہم اسکا نہ انکار کرتے ہین اور نہ اوسکے وقوع کا اقرار حتمی
وحکم قطعی کرتے ہین اسلیے کہ اگرچہ ہمارے کتب مین بالاجمال اخبار عدیدہ اس
بارہ مین وارد ہوے ہین لیکن چونکہ اخبار احاد ہین کہ جو مفید ظن ہوتے ہین
نہ مفید قطع ویقین اور ہمکو اسکی تحقیق اور استعلام کی تکلیف نہین کی گئی لہذا

ہم حکم قطعی اس باب مین بالتفصیل و یا التعیین نہین کر سکتے بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ علمہ عند اللہ العلام و عند رسولہ واہلبیتہ الکرام منازل الوحی و الالہام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور لیکن آیت وانالہ لحافظون پس تفاسیر فریقین سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس ضمیر کے مرجع مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ وہ ضمیر راجع ہے طرف جناب رسالتمآب کے چنانچہ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے وقیل الضمیر فی لہ للنبی علیہ السلام انتہے اور دوسرے یہ کہ راجع طرف قرآن مجید کے پس بنا بر احتمال اول خارج از مبحث ہے اور بنا بر احتمال دوم ہم یہ سوال کرتے ہین اہل سنت سے کہ ضمیر لہٗ جو راجع ہی طرف قرآن کے پس تمہارے نزدیک مراد اوس سے کونسا قرآن ہے آیا کوئی اور قرآن سوائے اس قرآن موجود کے تھا کہ اوسکی طرف ضمیر راجع ہی پس اسکے تو تم قائل نہین ہو اب لامحالہ تم کہوگے کہ اسی قرآن موجود کیطرف ضمیر پھرتی ہے پس اس امر کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین کیونکہ ہم قائل ہین اس بات کے کہ پروردگار حافظ ہی اس قرآن موجود کا بلاتردد چنانچہ ابتک اوسنے اس قرآن موجود کی حفاظت کی اور تا قیامت حفاظت اسکی کریگا اس طور پر کہ کوئی شخص اسمین سے نہ تنقیص و تخفیف کر سکے گا اور نہ زیادتی اور نہ تبدیل و تحریف کر سکے گا پس معترض کو اس آیت کے ذکر سے کیا فائدہ حاصل ہوا جبکہ ہمارے مطلب کے خلاف اس سے نہین نکال سکتا اور جب قول ہمارا موافق فرمودہ الٰہی ہے پس معترض اگر ہماری تکذیب کریگا تو تکذیب قول پروردگار جبار لازم آویگی اور اس صورت مین پروردگار کا قول تو صادق ہے اور صادق رہے گا لیکن معترض طائفہ مکذبین لقول اللہ میں

داخل ہوگا اور جب شیعون کی طرف نسبت دیگا اوس قول کی کہ جسکے وہ قائل نہین
ہین پس زمرۂ کاذبین سے بالضرورہ شمار کیا جائیگا پس اہل انصاف ملاحظہ
کرین کہ یہ جو سائل نے کہا کہ شیعہ بالکل کاذب ہین تو اس ادعا سے کذب و دروغ
بے فروغ سائل کا ظاہر ہوتا ہے یا شیعون کا والحمد للہ الذی اظہر الحق
ودضر اھلہ علے الکاذبین وھو الموفق والمعین

سوال پنجم

جناب امیر علیہ السلام نے جو کلام مجید جمع فرمایا تھا اوسکو بعد خلافت خود کیون نہین
جاری فرمایا اور حضرت نے جو فرمایا کہ اس کلام مجید کو نہ دیکھوگے تا ظہور صاحب الامر
علیہ السلام اسکی کیا وجہ ہے کہ امام دوم سوم چہارم حتے کہ گیارہ امام تک کسی نے
جاری نہین کیا اسمین کیا مصلحت تھی اگر سنی نہ مانتے تو شیعہ تو اوسپر عمل کرتے

الجواب

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا وصی و خلیفہ برحق ہونا جناب
خاتم الانبیاصلعم کا تو فریقین کے نزدیک ثابت و مسلم ہے خواہ درجہ اولی مین قرار
دیئے جاوین خواہ درجہ چہارم مین اور علاوہ اسکے معصوم ہونا اوس جناب کا بھی
ثابت ہوچکا ہی بادلۂ قاہرہ مثل آیت تطہیر و آیت مباہلہ وغیرہما کہ جو تفصیل تمام
و تقریب مالا کلام مذکور ہین کتاب احقاق الحق اور عماد الاسلام و حق الیقین
و بحار و دیگر کتب اصولیۂ امامیہ و کتب مناظرہ مین پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ جماعت
اہلسنت و جماعت خلفاء ثلثہ کے کسی فعل و قول پر اعتراض نہین فرماتے بلکہ
آمنّا و صدقنا کہکے تسلیم کرتے ہین حالانکہ اونکی عصمت کے قائل نہین اور

خلیفۂ چہارم کے بعض یا اکثر افعال واقوال پر اعتراض فرماتے ہین حالانکہ اوسکے
عصمت کے دلیلونکا ابطال نہین کرسکتے پس کیا وجہ ہی کہ خلیفہ چہارم کا بعض تمہاے
قرآنکو بعد ترک عدم قبول از ارکین امت کے مخفی کرنا بحفاظت تمام اور افسا داشرار اور
خرق واحراق سے اوسکو بچانا محل اعتراض ومعرض انکار ہوا اور خلیفہ سوم سے
جو قرآن مجید وفرقان حمید کو پھاڑ ڈالا بلکہ آگ مین جلا دیا تو یہ فعل اونکا لائق تحسین
ہوا اور قابل مدح وثنا ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا بہ خلاصہ یہ ہے
کہ ازبس کہ تم بھی حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو خلیفہ برحق
جناب رسولخدا صلعم کا جانتے ہو پس چاہیے کہ اونکے فعل وقول کے بھی تحسین و
تصدیق کرتے ہو مثل دیگر خلفاء خود اور خاص ہم پر جواب دینا اسکا لازم نہین ہے
لیکن اگر استفادۃً ہمسے استفسار کرتے ہو تو جواب تمہارا افادۃً تبرعاً دیا جاتا ہے
اور وہ معارضۃً وحلاً دو وجہونسے ہوسکتا ہی لیکن اول پس تقریر اوسکی یہ ہے
کہ پروردگار نے جو پیغمبران سابقین مین سے حضرت خضر وحضرت عیسی علیہم السلام
کو باوجود زندہ رہنے کے مخفی ومستور کیا تو اسکی کیا وجہ ہے حالانکہ اگر ظاہر ہوتے
دنیا مین تو اونکے ارشادات وہدایات سے کیسے کیسے فوائد عظیمہ ومنافع جسیمہ
لوگونکو حاصل ہوتے اور اسیطرح بہت سے کتب سماویہ کہ جو حضرت آدم ع و
حضرت ابراہیم ع ودیگر انبیاء سلف پر جانب الٰہی سے نازل ہوئی تھین دنیا سے
غائب ہوگئین کہ کسیطرح لوگونکو مل نہین سکتین اور جو موجود رہین اون کا
حال سب مسلمانون پر ظاہر ہے ضرورت بیان کی نہین ہے پس اسکی وجہ بھی
بیان کیجئے کہ خدا نے اونکی حفاظت کیون نہ فرمائی حالانکہ اگر وہ سب کتب سماوی

موجود رہتین بعینہا و علی اصلہا تو لوگونکو کیسے کیسے فوائد اونکی بشارات و مواعظ و ہدایات سے حاصل ہوتے ازابتداے نزول تا قیام قیامت فما ہو جوابکم فہو جوابنا اور لیکن **دوم** پس یہ ہی کہ اولاً اوس نسخۂ مصحف شریف مین علے الظاہر کوئی حکم تکلیفی غیر منسوخ بہ نسبت امتِ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ کے علاوہ بر احکام مندرجۂ قرآن موجود کے مرقوم و مندرج نہ تھا پس اس جہت سے اظہار و اعلان اوسکا اونحضرت پر لازم نہوا ثانیاً یہ کہ حضرت امیر علیہ السلام کو بعلم امامت معلوم تھا کہ بعد چند مدت اس قرآن کو بعض ارکین امت موافق راے و صوابدید خود ترتیب دیکر ایک نسخہ لکھواکر اوسکو اصل قرار دین گے اور سواے اوسکے دیگر نسخ کو جنکی ترتیب وغیرہ اوسکے برخلاف ہو گی چاک کرینگے بلکہ جلاوینگے لہذا اونحضرت نے نسخۂ مکتوبہ بدست خود محفوظ رکھا ضائع و برباد ہو جانے سے کیونکہ وہ جمع کیا ہوا تھا قرآن ناطق کا اور لکھا ہوا تھا ید اللہ کا ثالثاً یہ کہ بقرائن عدیدہ دریافت ہوتا ہے کہ اوس نسخۂ مبارکہ مین تفسیر و تشریح مجملات اور تاویلات متشابہات اور بیان مراد از حروف مقطعات وغیرہا تحریر فرمائے تھے اور اس جہت سے لازم ہوا کہ فضائل و مناقب چہاردہ معصومین علیہم السلام اوسمین بیان کیے جاوین اور مذمت اور تشنیع بیان کیجاوے اونکے اعدا و معاندین کے کسی موضع مین اجمالاً اور کسی مقام مین تفصیلاً کیونکہ قرآن مجید ہر رطب و یابس پر مشتمل ہے پس یہ امور ہمہ کیونکر اوسکے معانی باطنیہ مین مندرج نہونگے چنانچہ تفسیر امام یازدہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے مطالعہ کرنے سے کسیقدر حال معانی باطنیہ کا ظاہر ہوتا ہی حالانکہ وہ چند آیات قرآنیہ کی تفسیر ہے نہ تمام قرآنکی

پس اس صورت مین بنا بر تقیہ و بیان امور مذکورہ وہ نسخہ مصحف شریف مشتمل تھا
اوپر اسرار الٰہی کے کہ جنکا اعلان و آشکار کرنا خلاف حکمت الٰہیہ اور منافی مصالح خفیہ
تھا اسوجہ سے وہ مخفی کیا گیا لیکن بعد اتمام حجت یعنی بعد اغراض اور عدم قبول اکثر
امت چنانکہ مفاد بعض اخبار معتبرہ ہی جسطرح سے کہ پروردگار نے امام دوازدہم یعنی
قائم آل محمد علیہ و علی آبائہ الکرام الاف التحیۃ والسلام کے واسطے بمقتضائے
حکمت کاملہ و مصالح خفیہ غیبت صغری اولا اور غیبت کبرے ثانیاً مقرر فرمائی پس گویا
کہ پروردگار نے قرآن ناطق کے ساتھ جمع کر دیا اصل نسخہ قرآن صامت کو پردۂ
غیب مین تاکہ صورت اجتماع ثقلین و عدم افتراق میان قرآن و اہل بیت مصطفیٰ
چشم اہل بصارت و بصیرت مین عیان اور نمایان ہو جاوے اور باوجود اسکے آثار
اور افادات اور افاضات اور ارشادات اور ہدایات ہر ایک کے اون دونون
مین سے شامل احوال عالمیان ہین پس باوجود غائب ہونے کے گویا کہ دونون
عیان اور روشن ہین مثل شمس و بدر اگرچہ وہ دونون پائے جاوین در پردہ ابر
پس یہ امر مظہر حکمت کاملہ رب العالمین اور مورد لطف و کرم ارحم الراحمین ہے
اور اسرار اور مصالح خفیہ الہیہ کو بالتفصیل و بالتعیین کوئی نہین جانتا سوا پروردگار
حکیم علیم اور حضرات معصومین علیہم السلام کے کہ جنکو حق تعالیٰ نے رازدار اپنا
قرار دیا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے حضرات آئمہ اثنا عشر علیہم السلام مین سے
کسی امام کا کوئی فعل و قول دربارۂ امور دینیہ و شرعیہ بغیر حکم خدا اور رسول کے
صادر نہوتا تھا اور خداوند حکیم علیم بغیر حکمت و مصلحت کوئی حکم نہین فرماتا پس
جو فعل یا قول معصوم کا ہو اوسکو مقرون بحکمت و مصلحت سمجھکر ہمکو تسلیم کرنا اور

اوسکی تحسین و تصدیق کرنا واجب و لازم ہے اگرچہ اوسکی مصلحت خفیہ پر ہمکو اطلاع حاصل نہو والعلم عند اللہ الجلیل وھو الہادی الی سواء السبیل

سوال ششم

ازواج نبیؐ کو جناب امیرؑ طلاق دینے کا اختیار رکھتے تھے یا نہین در صورت اختیار حیات اور وفات جناب رسول خدا ہر دو مین تھا یا بعد وفات ہی تھا اور عائشہ کو آپنے طلاق دی یا نہین اگر دی تو کس مقام پر اور یہ بھی ارشاد ہو کہ حفصہ مطلقہ جناب رسول خدا تھی یا نہین

الجواب

ہان جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے حضرت امیر علیہ السلام کو اپنے ازواج کے طلاق دینے کا اختیار دیا تھا چنانچہ کتاب عین الحیوۃ مین مذکور ہے کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام فرمود کہ حق سبحانہ و تعالی شان زنان پیغمبر را عظیم گردانیدہ بود و ایشان را بشرف مادر مومنان بودن مخصوص ساختہ بود و حضرت رسولؐ بحضرت امیرؑ فرمود کہ این شرف برائے ایشان باقی است تا مطیع خدا باشند و ہریک از ایشان کہ بعد از من معصیت خدا کند و بر تو خروج کند تو او را طلاق بگو و از ین شرف بیند از انتہے اور تاریخ روضۃ الاحباب مین بعد بیان کیفیت جنگ جمل کے خود عائشہ سے ایک روایت طولانی ذکر کی ہے کہ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ عائشہ صاحبہ فرماتی این کہ رسول اللہؐ از درشتی کہ با علی بن ابیطالبؑ نمودیم در غضب شد و بجانب علیؑ نظر کرده فرمود کہ اے علیؑ من طلاق ایشان را در قبضہ اقتدار تو در آوردم و بر رائے تو

مفوض ساختم و ترا وکیل خود گردانیدم کہ ہر کدام ایشانرا کہ تو از قبال من
طلاق دہے نام او از دفتر نساء النبی محو شود و آن حضرت امر طلاق باطلاق فرمود
کہ فرق میان حیات و ممات نہ نمود و مرا علی بن ابیطالب بدین معنے تنبیہ
میکند الکنوس از فراق کلی سے اندیشم کہ مبادا کہ بزبان او چیزے رود کہ تدارک
او مرا لتصور نتوان کرد الخ اور ان روایات سے ہر چند ایقاع لفظ طلاق
ظاہر نہین ہوتا لیکن چونکہ طلاق اس مقام مین مجازاً بمعنے اظہار نشوز
و نافرمانی و خروج از طاعت خدا و رسولؐ ہے اور جب مادر نامہربان مومنان
و جدہ فاسدہ سادات رفیع الشان نے مردانہ وار اقدام کیا بحرب نفس نبی
بلکہ بخود رسول مختار بمقتضائے قول آن حضرت یا علی حربک حربی
پس خروج از طاعت خدا و نبیؐ لوگون پر نہ مشتبہ رہا اور نہ مخفی پس حضرت
امیرؑ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ اب کلمہ مذکورہ زبان پر جاری کرنا بیکار ہی اسلیے
خود عیان را چہ احتیاج بیان یہ تھا حال دختر اول خلفاء سقیفہ کہ جنکی شان
مین ثانی اثنین نازل ہوا ہے اور لیکن زوجہ ثانیہ آنحضرتؐ کہ جو دختر ثانی
ثلثہ تھین یعنے جناب حفصہ پس بعض روایات معتبرہ اہلسنت سی ظاہر ہوتا
ہے کہ اونکو جناب رسالت مآبؐ نے خود اپنی زندگی مین طلاق دیدیا تھا
جبکہ اونھون نے افشاء راز پیغمبر کیا تھا اور ایسے شوہر جلیل الشان حاکم زمین و آسمان
کے حکم سے نشوز و نافرمانی کی تھی پس یہ اور وہ دونون مخدرتین معظمتین مرتب
و درجات مین برابر و یکسان تھین اگرچہ جناب عائشہ کو جناب حفصہ پر ترجیح
و افضلیت تھی کیونکہ انھون نے بسبب جنگ جمل کے نام اپنا دفتر مجاہدین میں

لکھوایا تھا اور حفصہ صاحبہ کو یہ مرتبہ نصیب نہوا اور بلاکلام فضیلت مجاہدین کی اوپر قاعدین کے مشہور ہے میان خواص عوام کما لا یخفے علی اولی الاعلام

سوال ہفتم

اہل تسنن کہتے ہین کہ حبالہ عقد عثمان مین دو دختر جناب رسول خداؐ کہ بطن جناب خدیجہ سے بقین آئین اسواسطے کہ انکا ذو النورین لقب ہوا اور یہ بڑا شرف ملا اگر عثمان بد تھے تو حضرت نے کس سبب سے دو نور چشمیہ اپنے اونکے ساتھ منعقد فرمائین اور کہتے ہین کہ وجود اون صاحبزادیونکا اصول کافی سے ظاہر ہے پھر انکار شیعونکا محض عناداً ہے قبلہ ام عبارت کافی نے باب مولد نبیؐ و وفاتہ یہ ہے وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین منہ فولد لہ منہا قبل مبعثہ القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاہر والفاطمۃ الخ جواب مشرح بحوالہ کتب اہل سنت ارشاد ہو

الجواب

اولاً کلام علماے امامیہ مین اختلاف پایا جاتا ہے کہ جو دختران منعقد ہوئین بقین از عثمان آیا وہ دونون دختران صلبیہ انحضرت تھین یا متبنیات بقین اور عبارت اصول کافی جو لکھی ہے اوسمین اس امر کی تصریح نہین کہ یہ مضمون حدیث مین وارد ہوا ہے یا معصوم نے یون فرمایا ہے بلکہ بطور خبر وحکایت کے اونھون نے تحریر فرمایا ہے پس احتمال ہے کہ کسی کتاب سیر یا تاریخ سے اوسکو استنباط کیا ہو اور ثانیاً بعد تسلیم پس جواب اوس سے

بچند وجوہ ہو سکتا ہے وجہ اول یہ ہے کہ جبتک کہ دوسری دختر کا بھی عقد ہوا
اوسوقت تک ممکن ہے کہ عثمان صاحب ظاہراً و باطناً مسلمان رہے ہوں اگرچہ
بعد ازان فساد عقیدہ اونکو لاحق ہوا وجہ دوم ممکن ہے کہ اوسوقت مین بھی اونکا
عقیدہ فاسد رہا ہو لیکن جناب رسولخدا ص اوسوقت اونکے اس امر باطنی سے آگاہ
نہون اور یہ امر ممنوع نہین ہے کیونکہ آنحضرت عالم الغیب بالذات نہ تھے
اور موید اسکے یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ ومن اھل
المدینۃ مردوا علے النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم پس اسی طرح سے اگر
منافقین اہل مکہ مین سے بھی کسی شخص کا نفاق باطنی تا زمانے از عقود دو تا دختے
محدود اون حضرت پر مخفی رہا ہو تو اسمین کیا قباحت لازم آتی ہے وجہ سوم
محتمل ہے کہ تا زندگی ہر دو دختران مذکورتین بلکہ ممکن ہے کہ تا زندگی جناب رسولخدا
عثمان صاحب فساد عقیدہ سے محفوظ رہے ہون اگرچہ بعد وفات سرور کائنات
بمفاد قول افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم عثمان صاحب نے
مانند اپنے امثال کے مانع مذکور کو اپنے دل مین بکمال استواری و مضبوطی جگہ
دی اور اسوقت کا اتصاف اونکا بصفت مذکورہ اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے
اپنے مقام مین چنانکہ باب مطاعن از کتاب عماد الاسلام و بحار و حق الیقین
وغیرہا کے دیکھنے سے حال اسکا منکشف ہوتا ہے وجہ چہارم ہو سکتا ہے کہ جواز
نکاح مسلمہ ساتھ مظہر اسلام کے اگرچہ وہ باطناً فاسد العقیدہ ہو مختص بآنحضرت
کیا گیا ہو من جانب اللہ مثل دیگر خصائص آن حضرت ص لیکن امت کی واسطے
باہم اسطرح کے مناکحت جائز نہ کی گئی وجہ پنجم محتمل ہے کہ حال باطنی عثمان صاحب کا

اون حضرت کو معلوم ہوا ہو لیکن القاعِ عقد مین کوئی حکمت و مصلحت ہو اور
ترک عقد یا اوسکا فسخ وابطال باعثِ ثوران فتنہ ہاے عظیمہ و انبعاث مفاسد
جسیمیہ رہا ہو اسیلئے یہ امر واقع کیا گیا اور مؤید اسکے ہے وہ روایت کہ جو بعض
موثقین نے منجملہ فضلاے اہل سنت اپنی کتاب ذخائر العقبےٰ مین لکھی ہے
چنانچہ وہ کہتا ہے عن عائشۃ قالت کان الاسلام قد فرق زینب و
ابی العاص حین اسلمت الا ان رسول اللہ کان لا یقدر علے
ان یفرق بینہما وکان رسول اللہ مغلوبا بمکۃ اور اس روایت سے
جسطرح یہ ظاہر ہوتا ہی کہ آن حضرتؐ اپنی دختر زینب کو اونکے شوہر کافر سے
نہ چھڑا سکے اسی طرح دلالت کی اسنے جواز تقیہ پر اور نیز اس امر پر کہ آنحضرتؐ
جبتک مکہ مین رہے تقیہ کرتے رہے فلا تغفل وجہ ششم کتاب تیسیر الوصول
الی احادیث جامع الاصول کہ معتبرین کتب اہل سنت سے ہے اوسکے صفحہ
۵۷ مین لکھا ہے وکان للنبی اربع بنات منھن زینب التے کانت
تحت ابی العاص بن الربیع ورقیۃ وام کلثوم کانتا تحت عتبۃ و
عُتَیبہ ابنے ابی لھب فلما نزلت تبت ید ابی لھب وتب امرھما
بفراقھما وتزوج عثمان اولا رقیۃ الی قولہ ثم ماتت وتزوج بعدھا
ام کلثوم الخ پس خلاصہ یہ ہی کہ اگر قطع نظر کیجاوے وجوہ سابقہ سے
اور تسلیم کیا جاوے یہ امر کہ محض انعقاد بدختران مذکورہ مبحوث عنہا باعث
حصول بزرگی و شرف ہی پس عثمان صاحب کو اسقدر شرف ضرور حاصل
ہوا ہوگا کہ جو ابو العاص کافر اور عتبہ کافر اور عتیبہ کافر کو اونکے عقد سے
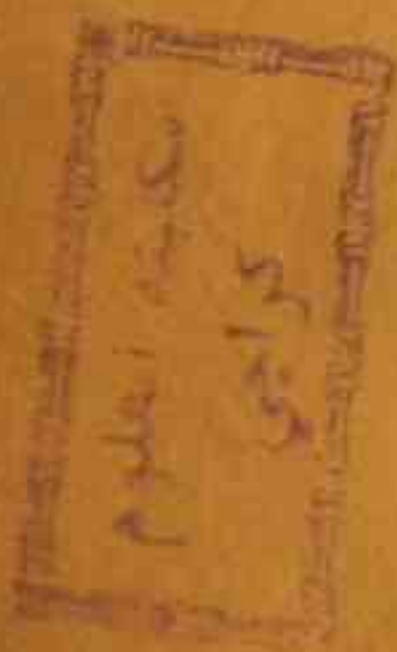
حاصل ہوا تھا اسکا انکار ہم نہین کرتے والسلام

سوال ہشتم

یہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ یا محمدؐ اور یا علی کہنا جائز نہین ہے اسواسطے
کہ لفظ یا حاضر کے واسطے ہے نہ غائب کے

الجواب

اگر غائب ہونے سے ندا بطریق مذکور ممنوع ہوتی تو زیارتوںمین کیون اس
صورت سے وارد ہوتا حالانکہ زیارتہائے مندرجہ کتب فریقین مین ندا
بطریق مذکور وارد ہوئی ہے چنانکہ رسالۂ سراج الحرمین مولفات بعض معتبرین
از اہل خلاف مین زیارت جناب رسالتمآبؐ مین یہ فقرہ موجود ہے
الصلوٰۃ والسلام علیك یا محمد بن عبد اللہ الخ اور قبل اسکے
بعض فقرات اسطرح سے مذکور ہین یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام
علیك یا نبی اللہ الصلوٰۃ والسلام علیك الخ خلاصہ یہ کہ ندا کرنا
جناب رسالتمآبؐ کو بطریق مذکور یہ تو فریقین کے نزدیک جائز بلکہ
مستحسن ہے اسمین کچھ تطویل کلام کی ضرورت نہین ہان یا علی کہنے کا جواز
جس سے انکار کرنا سائل کو مقصود بالذات اور غرض اصلی ہے اسمقام پر
ہمکو بیان کرنا لازم ہوا پس ہم کہتے ہین کہ سائل کے نزدیک جو حضور
سبب جواز ندائی مذکور ہے اوس سے اگر یہ مراد ہے کہ شخص منادی ومدعو
صاحب حیات ہو اور سامنے ندا کنندہ کے موجود اور محسوس ہو یا وہ کسی
جگہ مین متمکن ہو یعنے مکان کے اندر پایا جاوے پس اس معنے سے تو یا اللہ بھی

کہنا جائز نہو گا کیونکہ پروردگار نہ محسوس ہو سکتا ہے نہ ممکن ہے کسی مکان مین
اور اگر مراد فقط زندہ ہونا ہو سکتا ہے اگرچہ مکانات دنیویہ سے علیحدہ ہو کر کسے
مکان اُخروی مین پایا جاوے پس یہ وصف حضرت امیر علیہ السلام مین پایا
جاتا ہے کیونکہ وہ جناب راہ خدا مین شہید ہوئے اور عبدالرحمٰن ابن ملجم نے
اون حضرت کو بظلم و ستم قتل کیا اور حق سبحانہ و تعالیٰ جل شانہ قران مجید مین
فرماتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء
عند ربھم یرزقون اور جب وہ حضرت بنص قران احیا مین سے ہین
پس بنا بر وجہ مذکور سائل کا منع کرنا کہنے سے یا علی کے سراسر بیجا اور باطل ہے
اور کچھ اور بھی وجہین اوس کے جواز کی پائے جاتی ہین کہ جن کے بیان کے
ضرورت نہین ہے بسبب کفایت کرنے اون وجہ وجیہہ کے کہ جو ہم نے
ابھی بیان کی ہان اس مقام مین ایک سوال ہم کرتے ہن معترض اور اوسکے
اتباع سے وہ یہ ہے کہ اونکے خلیفہ اول کی زیارت مین جو اس طرح سے
نداوارد ہوئی ہے مثل اس فقرہ کے السلام علیک یا سیدنا ابابکر ن
الصدیق اور مانند اس کلمہ کے السلام علیک یا اول الخلفاء الخ
پس اسکے جواز کی کونسی وجہ بیان کیجاویگی حالانکہ پیران خلیفہ اول اونکے
مقتول ہونے کی تسلیم نہین کرتے بلکہ یہ بھی نہین کہتے کہ وہ لہو لگا کے شہیدون مین
داخل ہو گئے ہین پس اب اونکی ندا کے جواز پر کیا دلیل قائم کیجاوے گی اور
اگر اپنے خلیفہ اول کے مقتول ہونے کی تسلیم کرتے ہین پس ہمکو بڑا اشتیاق
ہے کہ اونکے قاتل کا نام و نشان ہمکو بتاوین یا اسیقدر ہمکو اجازت دین

کہ مجملاً ہم کہین کہ جو قائلِ اوّل خلفاے اہل سنت ہے وہ ایسا اور ایسا ہے بلا
تصریح کرنی چاہیے اون لوگونکو اوس کلمہ کی جسکے لائق ہے قائل خلیفہ برحق
اور ہم زیادہ تر تصریح اس مقام مین مناسب وقت نہین سمجھتے
ولکن الکنایۃ ابلغ من التصریح والعلم
عند اللہ الخبیر العلیم وھو
الھادی الی الصراط
المستقیم

تمت بالخیر والعافیہ

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ شریفہ وعجالہ نیفہ مسمّٰی **بدفع الشبہات**
ورد الاعتراضات بفضل خالق ارضین وسموات وبتائید حضرات
آئمہ علیہم السلام والصلوات مطبع اثنا عشری
سید **عابد علی** رضوی مین بحسن کارپردازان
مطبع تاریخ ۲ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ مین
چھپکر شایع ومشتہر ہوا فقط
تاریخ ۷ نومبر سنہ ۱۸۹۳

اطلاع
اس رسالہ کو کوئی صاحب نہ چھاپین نہ چھپوائین فقط